محمد هوشان، اے۔ پی۔ اور دیگر
بنام۔
ریاست اے۔ پی۔

16 ستمبر 2002

یو۔سی۔ بینرجی اور شیوراج وی پاٹل، جسٹسز۔

تعزیراتی ضابطہ، 1860؛ دفعات 304-بی، 306 اور 498-اے: خودکشی کے لیے اکسانا-بیوی کو شوہر کے ذریعے ظلم کا نشانہ بنانا-جلانے سے خودکشی-شوہر اور اس کی ماں کے خلاف الزامات-ٹرائل کورٹ کے ذریعے شکوک وشبہات کے فائدے سے بری کرنا-عدالت عالیہ نے شواہد کے دوبارہ جائزہ پر انہیں متوفی بیوی پر ظلم کا مرتکب پایا اور دفعہ 306 اور 498-اے کے تحت مجرم قرار دیا لیکن دفعہ 304-بی کے تحت بری ہونے کی تصدیق کی-اپیل پر، ظلم بنیادی طور پر حقیقت کا سوال ہے-ذہنی ظلم اس طرح کے ظلم کو برداشت کرنے کے لیے حساسیت اور برداشت کے حکم کے لحاظ سے ایک شخص سے دوسرے شخص میں مختلف ہوتا ہے-عدالت عالیہ نے صحیح نتیجہ اخذ کیا کہ ملزم کے ذریعے متوفی کو مسلسل طعنہ دینا ذہنی ظلم کے مترادف اثباتِ جُرم کی تصدیق ہوئی لیکن اثباتِ جُرم کو جیل میں تبدیل کر دیا گیا جو پہلے ہی گزر چکی تھی۔

استغاثہ کے مطابق متوفی بیوی کو اس کے شوہر (اپیلٹ نمبر 1) اور اس کی ماں (اپیلٹ نمبر 2) نے مناسب جہیز نہ لانے پر ظلم کا نشانہ بنایا۔ وہ اسے مسلسل طعنہ دے رہے تھے اور چھیڑ رہے تھے۔ وہ اس طرح کی چھیڑ چھاڑ کو برداشت نہیں کر سکی اور ملزم کے گھر میں خود کو جلا کر خودکشی کر لی۔ اسے ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں وہ جلنے کے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔

ملزم-اپیل گزاروں پر آئی پی سی کی دفعات 304-بی، 306 اور 498-اے کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ ٹرائل کورٹ نے انہیں شک کے فائدے پر تمام الزامات سے بری کر دیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے شواہد کا دوبارہ جائزہ کرنے کے بعد، انہیں متوفی پر ظلم کرنے کا مجرم پایا اور انہیں دفعہ 306 اور 498-اے کے تحت مجرم قرار دیا۔ تاہم، اس نے دفعہ 304-بی کے تحت حکم بریت کی تصدیق کی۔ لہذا یہ اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا کہ عدالت عالیہ نے حکم بریت کو صرف اس وجہ سے پلٹ کر غلطی کی کہ وہ ایک مختلف نظریہ اختیار کر سکتی ہے۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے کہا:

1.1 ٹرائل کورٹ نے مرنے سے قبل دیا گیا بیان (نمائش P/2) اور استغاثہ کے گواہان نمبر 3 تا 7 کی شہادت کو مسترد کر کے ایک واضح اور نمایاں قانونی غلطی کا ارتکاب کیا۔ مدعا علیہان کو بری کرنے کے سلسلے میں ٹرائل کورٹ کی اپنائی گئی رائے نہ تو معقول تھی اور نہ ہی شہادت کے تناظر میں، اور تسلیم شدہ اصولِ قانون کی روشنی میں، قابلِ جواز سمجھی جا سکتی ہے۔(: 412-ڈی، ای)۔

1.2. چاہے ایک شریک حیات دوسرے کے ساتھ ظلم کا مجرم رہا ہو یہ بنیادی طور پر واقعاتی کا سوال ہے۔ کسی شخص پر شکایات، الزامات یا طعنہ زنی کے اثرات کا انحصار مختلف عوامل پر ہوتا ہے جیسے متاثرہ فرد کی حساسیت، سماجی پس منظر، ماحول، تعلیم وغیرہ۔ مزید برآں، ذہنی ظلم ایک شخص سے دوسرے شخص میں مختلف ہوتا ہے جو حساسیت کی شدت اور اس طرح کے ذہنی ظلم کا مقابلہ کرنے کی ہمت یا برداشت کی حد پر منحصر ہوتا ہے۔(411-جی، ایچ)

1.3. فوری معاملے میں، حقائق اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت عالیہ نے صحیح طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے متوفی کو کسی نہ کسی بنیاد پر مسلسل طعنہ دینا یا چھیڑنا ذہنی ظلم کے مترادف ہے جو اسے اپنی زندگی ختم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کا نوٹس لیا کہ اپیل گزاروں نے متوفی کو بچانے کی کوشش نہیں کی حالانکہ وہ اس وقت موجود تھے جب اسے جلنے کے زخم آئے تھے۔(412-اے، بی)

1.4. عدالت عالیہ نے حکم بریت کو واپس لینے اور اپیل گزاروں کو آئی پی سی کی دفعہ 376 اور 498-اے کے تحت جرائم کے لیے سزا سنانے میں صحیح اور جائز تھا۔ تاہم، اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ واقعہ بہت پہلے پیش آیا تھا؛ کہ دونوں اپیل کنندگان تقریبا دو ماہ قید میں تھے؛ اور اپیل کنندہ نمبر 2، اپیل کنندہ نمبر 1 کی ماں، کی عمر 60 سال ہے، پہلے سے گزر چکی مدت کے لیے قید کی سزا میں ترمیم کرنا مناسب اور مناسب ہے۔(412-ای، ایف)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کی فوجداری اپیل نمبر 871۔

فوجداری 1992 کے اے نمبر 858 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے 18.4.1996 کے فیصلے اور حکم سے۔

ایل ناگیشور راؤ، جی رام کرشن پرساد، کے سی، سدرسہ، جینتھ متھ راج، کے وی رام کرشن، محمد وسے خان اور ایس ادیا کمار ساگر اپیل گزاروں کی طرف سے۔

جواب دہندہ کے لیے جی پربھاکر اور محترمہ ٹی انامیکا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شیوراج بنام پاٹل، جسٹس: یہ 18 سال کی ایک نوجوان لڑکی کا ایک اور بدقسمت معاملہ ہے جس کی خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی تمام امیدیں اور خواہشات جل کر تباہ ہو گئیں جب اپیل گزاروں نے اسے ظلم کا نشانہ بنایا اور شادی کے 11 ماہ کے اندر اس کے ذریعے خودکشی کے لیے اکسایا۔

اپیل گزاروں پر تعزیرات ہند 304-بی، 306 اور 498-اے کے تحت جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ تجربہ

کار سیشن جج نے مقدمے کی سماعت کے بعد انہیں شک کا فائدہ دیتے ہوئے تمام الزامات سے بری کر دیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے آئی پی سی کی دفعات 304-بی کے تحت بری ہونے کے حکم کی تصدیق کرتے ہوئے، دفعات 306 اور 498-اے کے تحت درج بری ہونے حکم بریت قرار دیا اور انہیں مجرم قرار دیا اور ہر ایک کو دو سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔ اس طرح، عدالت عالیہ کے اس فیصلے اور حکم سے ناراض ہو کر، اپیل گزاروں نے اس عدالت کے سامنے یہ اپیل دائر کی ہے۔ ریاست نے آئی پی سی کی دفعہ 304-بی کے تحت اپیل گزاروں کو جرم سے بری کرنے کے حکم کی تصدیق کرنے والے عدالت عالیہ کے حکم کے خلاف کوئی اپیل دائر نہیں کی ہے۔

استغاثہ کے مطابق، جو مؤقف دورانِ مقدمہ پیش کیا گیا، اس میں کہا گیا کہ اپیل کنندہ نمبر 1، اپیل کنندہ نمبر 2 کا بیٹا ہے۔ مرحومہ رضوانہ پروین کی شادی اپیل کنندہ نمبر 1 سے 26 اپریل 1987 کو ہوئی تھی۔ محمد علاؤالدین اثر منصوری (استغاثہ گواہ نمبر 3)، علاؤالدین منصوری (استغاثہ گواہ نمبر 4)، اور رحمٰن بی بی (استغاثہ گواہ نمبر 5) بالترتیب مرحومہ کے بھائی، والد اور والدہ ہیں۔ 9 مارچ 1988 کو رات تقریباً شام 9:30 بجے، مرحومہ کو ملزمان کے گھر میں، جہاں وہ شادی کے بعد رہائش پذیر تھی، جلنے کی شدید چوٹیں آئیں۔ اسے فوری طور پر عثمانیہ جنرل اسپتال، حیدرآباد منتقل کیا گیا۔ وہ 12 مارچ 1988 کو صبح 11:00 بجے ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پا گئی۔ استغاثہ نے الزام عائد کیا کہ مرحومہ نے خودکشی اس بنا پر کی کہ شادی کے بعد اسے ملزمان کی طرف سے ظالمانہ سلوک کا سامنا تھا، اور وہ اس سے جہیز کا مطالبہ کر رہے تھے۔

استغاثہ کے مقدمے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی براہِ راست شہادت موجود نہیں ہے۔ استغاثہ نے بنیادی طور پر درج ذیل شواہد پر انحصار کیا: استغاثہ کے گواہان نمبر 3 تا 7 کی شہادت، مرنے سے قبل دیا گیا بیان (نمائش P2) جو مجسٹریٹ وی. سورندر راؤ (استغاثہ گواہ نمبر 1) نے ریکارڈ کیا، اور نمائش P-12 جو ہیڈ کانسٹیبل کو دی گئی رپورٹ ہے۔

فاضل سیشنز جج نے نمائش P2 اور نمائش P12 میں کچھ معمولی تضادات پائے، اور اس بنیاد پر کہ نمائش P2 مرنے سے قبل دیا گیا بیان اُس زبان میں ریکارڈ نہیں کیا گیا جس میں مرحومہ نے بیان دیا تھا، اسے مسترد کر دیا اور قرار دیا کہ اس بیان کو زیادہ وزن نہیں دیا جا سکتا۔ جج نے یہ بھی شک ظاہر کیا کہ آیا مرحومہ ایسی حالت میں تھی کہ وہ یہ بیان دے سکے۔ فاضل ٹرائل جج نے استغاثہ کا یہ مؤقف بھی قبول نہیں کیا کہ ملزمان کی طرف سے مرحومہ کو کھانا ٹھیک نہ بنانے یا ظاہری خوبصورتی کے طعنے دینا اتنی بڑی ظلم و زیادتی تھی جو اسے خودکشی پر مجبور کر سکتی تھی۔ کسی معقول وجہ کے بغیر، ٹرائل کورٹ نے استغاثہ کے گواہان نمبر 3 تا 7 کی شہادت کو قبول نہیں کیا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے شہادت کا ازسرِ نو غیر جانبدارانہ جائزہ لیتے ہوئے اور ٹرائل کورٹ کی جانب سے دیے گئے بریت کے اسباب کو ناقابلِ قبول قرار دیتے ہوئے ملزمان کو قصوروار ٹھہرا کر سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ ٹرائل کورٹ کا نمائش P2 جو کہ مجسٹریٹ PW1 سورندر راؤ نے ریکارڈ کیا تھا کو مسترد کرنا غلط تھا، خاص طور پر جب اسے ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر PW11 نے تصدیق کے ساتھ توثیق کیا تھا۔ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا کہ سورندر راؤ PW1 نے بیان دیا کہ 10 مارچ 1988 کو رات 2:46 بجے سے 3:15 بجے کے درمیان مرحومہ کا بیان ریکارڈ کیا گیا۔ انہوں نے تصدیق کی کہ انہوں نے اس بیان پر دستخط کیے اور ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر سے یہ توثیق بھی حاصل کی کہ مرحومہ ذہنی طور پر مکمل طور پر بیان دینے کے قابل تھی۔ بیان

سوال وجواب کی صورت میں اردو میں لیا گیا، جسے انہوں نے انگریزی میں ترجمہ کر کے ریکارڈ کیا۔ بیان کے بعد انہوں نے اسے ہندی میں مرحومہ کو سمجھایا، اور مرحومہ نے بیان کو درست تسلیم کیا۔ اس کے بعد مرحومہ کے انگوٹھے کا نشان بھی لیا گیا جو نمائش P2 پر موجود ہے۔ جرح کے دوران انہوں نے بیان دیا کہ وہ ہندی پڑھ اور بول سکتے ہیں، اور مرحومہ نے اردو میں بیان دیا جسے وہ سمجھ سکتے تھے کیونکہ اردو اور ہندی میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، اور حیدر آباد میں دونوں زبانیں ایک ہی انداز میں بولی جاتی ہیں۔ PW11 ڈاکٹر ودیا ساگر نے PW1 کے بیان کی توثیق کرتے ہوئے کہا کہ مرحومہ ذہنی طور پر بیان دینے کے قابل تھی، اور جب مجسٹریٹ نے بیان ریکارڈ کیا تو وہ بھی وہیں موجود تھے۔ عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے اس مؤقف سے بھی اختلاف کیا کہ کھانے یا شکل وصورت پر طعنہ دینا کوئی سنجیدہ معاملہ نہیں کہ اسے ظلم تصور کیا جائے، جس کی وجہ سے مرحومہ نے خودکشی کی۔ عدالت نے مشاہدہ کیا کہ شہادت کی بنیاد پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسلسل طعنے اور تضحیک نے مرحومہ کو اس حد تک مایوسی اور ذہنی اذیت میں مبتلا کیا کہ اس نے خود پر مٹی کا تیل چھڑک کر خودسوزی کر لی۔ عدالت نے قرار دیا کہ ایک عام ہندوستانی عورت کے لیے مسلسل ذہنی ظلم وستم ایک سنگین اور شدید اشتعال انگیزی ہے جو اُسے ایسے خود کو جلانے کے اقدام کی طرف لے جاسکتی ہے

چاہے ایک شریک حیات دوسرے کے ساتھ ظلم کا مجرم رہا ہو یہ بنیادی طور پر حقیقت کا سوال ہے۔ کسی شخص پر شکایات، الزامات یا طعنہ زنی کے اثرات کا انحصار مختلف عوامل پر ہوتا ہے جیسے متاثرہ فرد کی حساسیت، سماجی پس منظر، ماحول، تعلیم وغیرہ۔ مزید برآں، ذہنی ظلم ایک شخص سے دوسرے شخص میں مختلف ہوتا ہے جو حساسیت کی شدت اور اس طرح کے ذہنی ظلم کا مقابلہ کرنے کی ہمت یا برداشت کی حد پر منحصر ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، ہر معاملے کا فیصلہ اس کے اپنے حقائق پر کرنا پڑتا ہے تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ ذہنی ظلم قائم ہوا تھا یا نہیں۔ موجودہ معاملے میں عدالت عالیہ نے پائے جانے والے حقائق اور بیان کردہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیح نتیجہ اخذ کیا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے متوفی کو کسی نہ کسی بنیاد پر مسلسل طعنہ دینا یا چھیڑنا ذہنی ظلم کے مترادف ہے جو اسے اپنی زندگی ختم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جیسا کہ تجربہ کار سیشن جج نے پایا کہ شادی شدہ زندگی کے 11 مہینوں میں سے متوفی کو اپنے والدین کے گھر رہنے پر مجبور کیا گیا تھا اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ مختلف دوروں میں دو ماہ کی مدت تک رہ سکتی تھی۔ عدالت عالیہ نے اس حقیقت کا بھی نوٹس لیا کہ اپیل گزاروں نے متوفی کو بچانے کی کوشش نہیں کی حالانکہ وہ اس وقت موجود تھے جب اسے جلنے کے زخم آئے تھے۔

ہم اپیل گزاروں کے لیے فاضل وکیل کی طرف سے کی گئی عرضیوں سے متاثر نہیں ہیں کہ عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے بری حکم بریت کو صرف اس وجہ سے پلٹ کر غلطی کی کہ عدالت عالیہ مختلف نظریہ اختیار کر سکتی ہے اور اپیل گزاروں کو بری کرنے کے لیے سیشن کورٹ کی طرف سے دی گئی وجوہات مناسب تھیں۔ دوسری طرف، ریاست کے فاضل وکیل نے متنازعہ فیصلے اور حکم کی حمایت کرتے ہوئے عرضیاں کیں۔

ریکارڈ پر لائی گئی شہادت اور عدالت عالیہ کی طرف سے دیے گئے وجوہات جیسا کہ پچھلے پیراگراف میں ذکر کیا گیا کو مدِنظر رکھتے ہوئے، ہمارا مؤقف ہے کہ ٹرائل کورٹ نے مرنے سے قبل دیے گئے بیان نمائش P2 اور استغاثہ کے گواہان نمبر 3 تا 7 کی شہادت کو مسترد کر کے ایک نمایاں قانونی غلطی کا ارتکاب کیا۔ ہمیں اس میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ یہ قرار دیں کہ ملزمان کو بری

کرنے کے حوالے سے ٹرائل کورٹ کی اپنائی گئی رائے نہ تو معقول تھی اور نہ ہی قابلِ جواز، خصوصاً جب اس رائے کو شہادت اور مستحکم قانونی اصولوں کے تناظر میں پرکھا جائے۔ ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کا فیصلہ درست اور قانونی طور پر جائز تھا کہ اس نے بریت کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ملزمان کو دفعہ 306 اور 498-اے تعزیراتِ ہند (IPC) کے تحت قصوروار ٹھہرا کر سزا سنائی۔ ہمیں اس میں مداخلت کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔ البتہ، ہم یہ مناسب اور منصفانہ سمجھتے ہیں کہ قید کی سزا میں ترمیم کی جائے اور سزا کو اب تک گزارے گئے قید کے عرصے تک محدود کر دیا جائے، کیونکہ: دونوں ملزمان تقریباً دو ماہ قید کاٹ چکے ہیں؛ واقعہ 9 مارچ 1988 کو پیش آیا؛ اپیل کنندہ نمبر 2، اپیل کنندہ نمبر 1 کی والدہ ہے اور اس کی عمر 60 سال ہے؛ دونوں ملزمان ضمانت پر ہیں اور انہیں دوبارہ جیل بھیجنا مناسب نہ ہوگا۔ لہٰذا، اپیل مذکورہ شرائط کے تحت نمٹا دی جاتی ہے۔ ضمانتی مچلکے منسوخ کیے جاتے ہیں۔

ایس کے ایس

اپیل نمٹا دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document